سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (عہ ۸)



رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۹

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے
پادری غلام مسیح صاحب } ایڈیٹرز
میکلوڈ روڈ - لاہور
پادری ڈبلیو - جے - کلارک صاحب
ایم - اے (ایمپریس روڈ - لاہور) مینیجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر
بنام مینیجر صاحب ہونا چاہئے
مضامین و اشتہارات وغیرہ
برای اندراج بنام ایڈیٹرز
ارسال فرماکر ممنون فرمائیں

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۳	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے - ۲۴ اپریل ۱۹۲۵ء	نمبر ۱۷

غزل

جناب نصیر کے قلم سے

دلِ اُمل بلا گرداں ہوا اس شاہ خوباں کا
کہ خورشیدِ فلک ذرّہ ہے جسکے روئے تاباں کا

دمِ تحریر لکھوں وصف گر لبہائے جاناں کا
زمینِ شعر سے دریا بہا دوں آبِ حیواں کا

ہوائے باغ بھی ساماں طرازِ ساز وحشت ہو
گلِ صد برگ نقشہ ہو مرے چاکِ گریباں کا

نسیمِ عشقِ صادق گر نہ ہوتی راہبر اسکی
پہنچتا مصر تک تھا غیر ممکن پیرِ کنعاں کا

مری صحرا نوردی کا نہ پوچھو عالمِ وسعت
کہ صحرائے قیامت گوشہ ہو میرے بیاباں کا

ہوئے سوزِ الم سے داغِ دل سرتا بپا روشن
مرا سینہ تماشا گاہ ہے سروِ چراغاں کا

زمیں میں گڑ گیا ہو دیکھ کر تیرا قدِ موزوں
نہیں بے وجہ رہنا پا بگل سروِ گلستاں کا

ہوئی ہے نارِ غم ظلمت زدائے کلبۂ احزاں
رگِ جانِ حزیں اک رشتہ ہے شمعِ شبستاں کا

نصیر اُس شاہِ عالی قدر کے در کا گداہوں میں
کہ ہے عرشِ معلی آستانہ جس کے ایواں کا

حب الوطنی

کرتا ہے نام روشن سارا جہاں ہمارا
چمکا ہے بن کے سورج ہندوستاں ہمارا

عنقا و وہمِ انساں ممکن نہیں کہ پہنچے
ہے تا بادج کیواں سرِ نردباں ہمارا

غارتگروں نے لوٹا - یوسف کی طرح پھر بھی
منزل پہ چل رہا ہے یہ کارواں ہمارا

کس کس کا نام لیں ہم کس کس نے ہم کو میٹا
مٹتا نہیں مٹائے تاہم نشاں ہمارا

گرگ و پلنگ و اژدر خرس و شغال کیا ہیں
شیروں پہ ڈر سماہے پیلِ دماں ہمارا

کیا ہیں فرات و دجلہ گنگ و جمن کے آگے
پھیریگا اُن پہ پانی آبِ رواں ہمارا

بھارت زروئے معنی کل خلق پر ہو حاوی
ہر حصّہ زمیں پر ہے آسماں ہمارا

اِس کا گرے پسینہ یہ لہو بہائے اپنا
قیسِ وطن ہو طفل و پیر و جواں ہمارا

مکہ میں بزمِ کعبہ اِس سے ہوئی مُنور
پہنچا تھا جب عرب تک یہ شمعداں ہمارا

مدراس میں مقدس تھوما نے آکے گاڑا
جھنڈا صلیب کا خود قومی نشاں ہمارا

دُنیا میں کوئی گوشہ باقی نہیں جہاں ہیں
جا کر نہ لگ گیا ہو تیرِ کماں ہمارا

یورپ سے بڑھ کے تب یہ ہو جائیگا مہذب
ہوگا مسیح کا جب ہندوستاں ہمارا

ہم ہندیوں کے منت کش ہیچ کیوں ہو دل ہیں
شاہوں کا شاہ جارج ہے پانچواں ہمارا

منت

زراعت اور اُس کی قدر مسیحیوں میں

پیارے ناظرین گذشتہ ہفتہ کے نور افشاں کے صفحہ اول پر مسٹر منت کی غزل کھیتی کی مدح سرائی میں آپ کی نظرِ مبارک سے گذری ہوگی اور واقعی اُنہوں نے کمال کر دیا کھیتی کو لکشمی دیوی کا جامہ پہنا کر آپ کے سامنے کھڑا کر دیا ہے - اِسکی قدر یا کم قدری آپ مسیحیوں پر منحصر ہے - کیونکہ ازل سے یہی مثال رائج ہے کہ "اُتم کھیتی مدہم بیوپار اور نکھد چاکری" اور امید واثق ہے کہ موجودہ روشنی کے مسیحی نوجوان ہرگز اس سے محروم نہ رہینگے - یہی ایک پیشہ خود مختاری اور ثروت عطا کرتا ہے - اور اسی میں تاجِ سلطانی اور گنجِ ہفت اقلیم بھی ہے اور خدا کا شکر

صد بار ہو کہ ہماری انڈین کرسچن کانفرنس اس بات کی نسبت بے حد کوشاں ہے۔ چنانچہ مسٹر کے ایل رلیارام صاحب صوبہ پنجاب میں شب و روز کوشش کر رہے ہیں کہ جتنی زمین مسیحی لوگوں کے واسطے مل سکے حاصل کریں۔

معزز ناظرین زبانی جمع خرچ تو واقعی بہت ہے۔ اب ذرا غور سے بتائیں کہ کیا ہمارے تعلیم یافتہ نوجوان بھی اس شاہی پیشہ کو اختیار کرنے پر راضی ہیں یا نہیں۔ ننانوے فیصدی دیکھا گیا ہے کہ سب نوجوان نوکری کی طرف راغب ہیں۔ کیونکہ کھیتی میں شہری زندگی کو خیرباد کہنا پڑتا ہے۔ اور موٹر کار اور گھوڑے گاڑی سے کچھ عرصے تک امقد ہونا ہے۔ جب تک کچھ خود انکاری کی رُوح ہمارے نوخیز مسیحیوں میں نہ آویگی۔ مسیحی قوم کی آزادگی ہرگز نہ ہو سکیگی۔

آجکل علم اتنا بڑھ گیا ہے کہ دوسری اقوام کے نوجوان تعلیم حاصل کر کے یا تو زراعت پیشہ بنتے ہیں یا تجارت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ لیکن ہمارے مسیحی نوجوان ان باتوں کا ذرا بھی خیال نہیں کرتے۔ خواہ اُن کی ڈگری در ڈپلوما کو بٹہ بھی لگے تو بھی چالیس پچاس روپے کی نوکری میں ضرور جا گھستے ہیں۔ گذشتہ سال میں ہی مجھے ایک نوجوان گریجوایٹ سے ملاقات کا اتفاق ہوا اور وہ لاہور کے کسی دفتر میں اتنی تنخواہ ہی اُٹھاتا تھا۔ سو ابھی وقت ہے کہ ہم کمربستہ ہو ویں اور اپنی قوم کے واسطے کچھ کر دکھاویں۔ میں آپ کو زمیندار پرچے کا ماٹو یاد دلانا چاہتا ہوں جو کہ خوب ہمت افزا ہو ؎

خدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

کیا ہی سہانا نظارہ ہوگا جب ہمارے تعلیم یافتہ نوجوان اس طرف راغب ہو وینگے اور جنگلوں کے بیچ میں اپنے فارم ہاؤس بنائینگے۔ اور گھر کے ارد گرد خوبصورت قطار درختوں کی زمردی پوشاک پہنے ہوئے کھڑی ہوگی۔ اور چھوٹی چھوٹی گلہریاں اوپر بھاگتی پھرینگی۔ اور ایک موٹی تازی بلی دہلیز پر لیٹی ہوگی اور ایک چوکنا کتا دربانی کا کام کریگا اور ہمارا نوجوان زمیندار صبح سویرے اپنی اہلیہ کے ساتھ کھیتوں کی تازہ ہوا کھاتا ہوا گھر کو لوٹیگا اور نہایت ہی خوش ہوگا جبکہ تمام مُرغے مُرغیاں۔ بلی اور کتا استقبال کو بھاگتے ہوئے آوینگے۔ ان باتوں کا لطف وحظ وہی بیان کر سکتا ہے جس نے یہ پیشہ اختیار کیا ہو اور خوب دلچسپی اس میں لیتا ہو۔ اسی میں شاعر ورڈسورتھ کی تمام "قدرت" بھری پڑی ہے یہ تو سب کچھ کھیتی میں واقعی ہی ہے لیکن ہمارے نوجوان تعلیم یافتہ مسیحی کیوں اس پیشہ سے گریزاں ہیں؟ اسکی عام وجہ یہی ہے کہ حوصلہ افزائی کے بجز اُن کی دل شکنی کی جاتی ہے اور یہ دلشکنی عموماً نوکری پیشہ دوستوں اور ہماری قوم کی معزز خاتونوں کی طرف سے ہوتی ہے۔ ایک دفعہ میں اپنے ایک بڑے لائق دوست کا ذکر ایک خاندان میں کر رہا تھا۔ چونکہ اُس نے بھی کھیتی کا پیشہ اختیار کیا تھا۔ ایک نوجوان مسیحی بہن اور ایک نوجوان مسیحی بھائی جھٹ بول اُٹھے کہ وہ تو لوفر ہو گیا ہے۔ لیکن میں نے بھی اس مسٹر نصیر کا ایک شعر سنا ہی دیا جو کہ انہوں نے خوب بچار کر کے لکھا تھا ؎

ہوش کر اے بُت کافر مجھے لوفر نہ سمجھ
انڈین ہیرو ہوں لوفر ترا فادر ہوگا

ہماری نوجوان بہنیں تو زراعت پیشہ کے نام سے ہی کانپ جاتی ہیں۔ اگر کوئی نوجوان لاہور شہر کو خیرباد کہہ کر زمینداری کا پیشہ اختیار کرلے تو بہت شک ہے کہ اُس کی بیوی اُسے طلاق ہی دیدے۔ یا اگر وہ بغیر بیوی ہو تو تاعمر ہی کنوارہ رہے۔ یہ تو ہے کھیتی کا قدر ہماری مسیحی قوم میں۔ مجھے بہت زندہ مثالیں یاد ہیں۔ لیکن میں نام لکھ کر بتانا نہیں چاہتا۔ میرا ایک مسیحی نوجوان واقف ہے۔ جس کے پاس بہت اعلےٰ زمین ہے۔ لیکن جونہی کہ خدانخواستہ اُس کی شادی ہو گئی تو نوجوان پڑھی ہوئی۔۔۔ بیوی نے فیشن کو ایک گھڑی بھی ٹس سے مس نہ ہونے دیا اور ایک دم طعن وتشنیع پیار کے لہجہ میں کر کے اپنے خاوند کا بوری بستر بندھوا دیا کہ چلو کسی شہر میں چلکر نوکری کریں۔ اور آجکل وہ پھر بیچارہ نوکری کے دام میں پھنس گیا ہے اور زمین مزارعوں کو دیدی ہے۔ جسکی وجہ سے ان کو صرف آمدنی کا آدھا حصہ ہی مل سکتا ہے۔ جب گھر کے حلقہ میں بیچارے زمیندار کو پھنسنا پڑا۔ تو باہر سے کتنے ہی زیادہ آوازے کسے جائینگے۔

کھیتی میں واقعی ایک معمولی زندگی بسر کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ اس کا اجر تو ایک نہایت ہی بیش قیمت لعل ہے۔ جو کہ ہمیشہ کی خوشی اور آزادی ہے۔ اسی واسطے تو گھر کی آدھی کو باہر کی ساری سے بہتر قرار دیا گیا ہے۔

سو پیارے نوجوان مسیحی بھائیو اور بہنو بقول مسٹر اسکنز باہم مل ورتن سے آزادی حاصل ہو سکتی ہے۔ جیسے کہ انجن کی مشین بغیر پسٹن راڈ کے ناکارہ ہے۔ ایسے ہی آدمی بغیر عورت کی مدد کے ادھورا ہے۔ سو آج آپ فیصلہ کر کے ہی مسیحی قوم کی آزادی کو حاصل کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ دُکھ کے بغیر کبھی سکھ نہیں مل سکیگا۔ جیسے کہ ایک شاعر نے کہا ہے۔

بے رنج گنج میسر نمے شود

ابھی جبکہ زمین کا نرخ سستا ہے تو آپ لوگ خوب گہری نیند میں سو رہے ہیں۔ جبکہ ایک گھماؤں دس ہزار کو بکنا شروع ہوگا تو پھر شاید آپ کی آنکھ کھلیگی جبکہ موقع ہاتھ سے چلا جائیگا (دیکھو صفحہ ۱۱)

نورافشان

مطبوعہ ۲۴ اپریل ۱۹۲۵ء

احباب سے گذارش

عرصہ تین ماہ کا ہونے لگا ہے کہ ہم خاص مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے ناظرین کرام اور مسیحی احباب کی طرف متوجہ نہیں ہوسکے ہیں۔ بعض احباب کے خطوط تک کا جواب دینے میں قاصر رہے ہیں۔ اس غفلت و مجبوری کی وجہ سے ہم جملہ مسیحی احباب سے معافی کے طلبگار ہیں۔ گو ہماری مشکلات بدستور ہم پر جبر و تشدد کے تاثرات ڈالنے سے اب تک نہیں رکی ہیں۔ صحت جسمانی کو بگاڑنے میں اب تک مصروف ہیں۔ تو بھی ہم خدا سے امید رکھتے ہوئے مخالف و مزاحم اسباب کا مقابلہ کئے جا رہے ہیں۔ اس عرصہ میں بعض مسیحی دوستوں کی مہربانی سے ہم توقع سے زائد مالی نقصان اٹھا چکے ہیں۔ ہنوز معلوم نہیں کہ اور کتنا اٹھانا پڑیگا اس پر بھی ہم یہی کہتے رہینگے کہ خدا سب کا بھلا کرے۔ عرصہ مذکور کے مخالف اسباب نے ہمیں دوبارہ یہ سبق پڑھایا ہے کہ حق و صداقت کی دنیا مخالف ہے۔ اس کے لئے سوا صلیب کے اور کوئی جگہ نہیں ہے۔ صداقت و صلیب لازم و ملزوم ہیں انسانی زندگی میں بطالت کی حکومت ہے۔ بطالت زندہ رکھی جاتی ہے اور صداقت صلیب پر مصلوب کی جاتی ہے۔ انسان کو صداقت سے نفرت اور بطالت سے اُلفت رہتی ہے۔ وہ جو دنیا میں صداقت پسندی کے شور مچاتے رہتے ہیں بروقت ضرورت صداقت کو بیچ کر اپنی حیثیت اور اپنے مراتب کو بناتے رہتے ہیں یا بروقت ضرورت صداقت کو چھوڑ کر ایسے ہی رفوچکر ہوا کرتے ہیں جیسے کہ یسوع مسیح کے شاگرد گرفتاری کے موقع پر آپ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔

اگرچہ سچائی و صداقت کی جگہ صلیب ہے۔ اگرچہ صداقت کو فی زمانہ انسانی زندگی نے شکست دیکر اُسے دار پر ہی کھینچا ہے۔ پر دُنیا کا یہ بھی تجربہ ہے۔ کہ صداقت کبھی فنا نہیں ہوئی۔ اس کی زندگی اس کی موت سے ہی ہوتی چلی آئی ہے ہم نے مانا کہ ہم نے صداقت کی موت کا ایک تجربہ کیا ہے۔ پر ہم یہ بھی ایمان رکھتے ہیں کہ صداقت کی قیامت ہوگی۔ ضرور قیامت ہوگی۔ خدا کی قدرت سے قیامت ہوگی ہم صداقت کی قیامت کے ہمیشہ امیدوار رہینگے۔

فلاسفر صداقت و سچائی کی تعریف میں یہ راگ گاتے گئے ہیں کہ صداقت عالمگیر اتحاد و اتفاق کا نام ہے۔ مگر ابن داؤد نے ایسے اتحاد و اتفاق کا نام کشادہ راستہ رکھا تھا جس پر بہت لوگ چلتے آئے ہیں۔ صداقت کا نام تنگ راہ قرار دیا تھا۔ جس پر تھوڑے گامزن رہے ہیں کیا کثرت قلت کے مقابل صداقت ہوسکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

دُنیا۔ ایمان اور اعمال

حال کے زمانہ میں لوگوں کے دلوں میں دنیا اس قدر گھسی ہوئی ہے کہ ایمان اور نجات کے خیالات ہی اُن کے دلوں میں نہیں آتے ہیں۔ بلاشبہ دُنیا کی چمک دمک اس کی رونق و زرق برق ہر وقت حواس خمسہ کے ذریعہ دل کو لبھانے میں مصروف رہتی ہیں اور اتنی تیز کشش اُس کے مادی کرشموں میں ہے کہ معمولی انسان اس کے اثر سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ موجودہ زمانے کے لوگوں کا خیال ہے کہ "دنیا ایک پرفضا مرغوب دل مقام ہے جس میں انسان کو طرح طرح کی لذتیں حاصل ہیں یا دلوں تک میں اب یہ پڑھنے میں آتا ہے کہ یہ دنیا خوبصورت جگہ ہے۔ یہاں سے کوچ کرنے کو کسی دل گوارا نہیں کرتا۔

انجیل میں دنیا کو بہت گندا اور ناقص بتایا ہے اس کو کسبی (اِنت بازاری) سے تشبیہ دی ہے اور اس کے چاہنے والے مرد و زن کو زناکار بتلایا ہے جیس کے خط باب ۴ آیت ۴ میں صاف لکھا ہے۔ "اے زناکرنے والو کیا تمہیں نہیں معلوم کہ دنیا سے دوستی رکھنی خدا سے دشمنی کرنی ہے؟ پس جو کوئی دنیا کا دوست بننا چاہتا ہے وہ اپنے کو خدا کا دشمن بناتا ہے۔"

یوحنا کے خط میں بھی ایسا ہی لکھا ہے (۱ یوحنا باب ۲ آیات ۱۵-۱۷) "نہ دُنیا سے محبت رکھو نہ اُن چیزوں سے جو دنیا میں ہیں جو کوئی دنیا سے محبت رکھتا ہے۔ اُس میں باپ کی محبت نہیں۔ کیونکہ جو کچھ دنیا میں ہے یعنی جسم کی خواہش اور آنکھوں کی خواہش اور زندگی کی شیخی وہ باپ کی طرف سے نہیں بلکہ دنیا کی طرف سے ہے دُنیا اور اُس کی لذات دونوں مٹتے رہتے ہیں۔ لیکن جو خدا کی مرضی پر چلتا ہے وہ ابد تک قائم رہیگا۔"

بات یہ ہے کہ دُنیا باہر کی طرف ہے۔ اصل چیز جو ابدی زندگی ہے وہ اندر کی طرف ہے۔ اب چونکہ نگاہ یعنی توجہ ایک وقت میں ایک ہی طرف ہوسکتی ہے۔ چاہے اُسے باہر کی طرف کرلو چاہے

ابد کی طرف۔ اس لئے جس آدمی کی نگاہ باہر کی طرف ہے وہ اس مستحکم پائدار نہ مٹنے والی زندگی کے جلوہ سے جو اندر کی طرف ہے۔ مجبوراً محروم رہتا ہے۔ خود مسیح نے کہا ہے کہ آسمان کی بادشاہت تمہارے اندر ہے باہر نہیں۔ کہ جس کی نسبت کوئی یہ کہہ سکے کہ دیکھو وہ یہاں ہے یا دیکھو وہ وہاں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آسمانی بادشاہت کو جو روحانی زندگی اور فضیلت کا دوسرا نام ہے کوئی شخص کسی دوسرے کو دکھا نہیں سکتا ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق رُوح سے ہے نہ کہ باہری دُنیا و اُس کی مادی لذّت سے۔

مرنا کوئی نہیں چاہتا ہے۔ مگر یوحنا رسول کہتا ہے کہ سب دُنیا اور اُس کی لذات مٹتی رہتی ہیں یہ بالکل سچ ہے۔ کسی نے آج تک دنیا میں رہ کر ابدی زندگی جسمانی جامہ میں حاصل نہیں کی۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ جسم مرکب ذات مادی کا ہے اور مرکبات دوامی ہرگز نہیں ہوسکتے۔ اس لئے رسول کے کلام میں مبالغہ ہرگز نہیں سمجھنا چاہئے۔ رُوح مفرد شے ہے مرکب نہیں ہے۔ اس لئے اپنی خاصیت اور ماہیت کے لحاظ سے مخالف موت کی ہے۔ مگر جسم خاکی کے اتحاد کی وجہ سے موت کا خیال اس پر غالب آتا ہے۔ دوامی زندگی یعنی روحانی بادشاہت جو مرکبات کے لئے ناممکن ہے خود مفرد رُوح کی صفت ہی ٹھہرتی ہے۔ اس لئے رُوح کے لئے دوامی زندگی کا حاصل کرنا ممکن ہے حالانکہ دنیاوی حسن وکشش کا دوام قطعی ناممکن ٹھہرتا ہے۔ پس ابدی زندگی جسم خاکی سے علیحدگی حاصل کرنے پر سچ میں ہی دستیاب ہوجاتی ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جسم خاکی سے علیحدگی کیونکر ہو؟ کیا خودکشی سے یہ ممکن ہے؟ نہیں؟ اگر ایسا ممکن ہوتا تو مذہب تعلیم لکچر۔ فلسفہ کی ضرورت نہیں رہتی اور خودکشی کرنے والے کی ہر شخص تعریف کرتا اور رسول بھی یہ نہیں لکھتا ہے کہ خودکشی سے یہ ممکن ہے اور جو چیز خودکشی سے نہیں ممکن ہے وہ کسی دوسرے کے ہاتھ سے مارے جانے سے بھی ناممکن ہے نہیں تو قاتلوں اور خونیوں کو بھی لوگ بزرگ اور مربی ماننے لگتے۔ یہاں ضرورت جس چیز کی ہے وہ موت کی نہیں بلکہ زندگی کی ہے۔ جسکی بیشی اور افزونی کے ذریعہ موت کے اصلی باعث یعنی جسم خاکی کو الگ پھینک دیا جاوے۔

لہٰذا جسمانی موت اور روحانی حیات دونوں ایک ہی ساتھ حاصل ہونے چاہئیں تاکہ رُوح نکل قفنا سے نکل سکے۔ اس لئے پولس رسول کہتا ہے کہ:۔

"ہائے میں کیسا کم بخت آدمی ہوں۔ اس موت کے بدن سے مجھے کون چھڑائیگا؟" (رومیوں کا خط باب ۷، آیت ۲۴)

انسان کی شخصیت میں تین چیزیں شامل ہیں جنکو پولس رسول اسپرٹ (   ) رُوح (جان) اور جسم کہتا ہے مروجہ اُردو ترجمہ ان الفاظ کا رسول کے اصلی مفہوم کو پورے طور سے ظاہر نہیں کرتا ہے۔ اصلی مطلب حسب ذیل ہے۔

(۱) خالص نُور رُوح سپرٹ ہے

(۲) مادہ سے مخلوط یہ جان یعنی ایک لطیف اندرونی مادی جامہ۔

(۳) جسم خاکی جو دکھائی دیتا ہے

ان میں سے خودکشی یا قتل سے صرف نمبر۳ یعنی جسم خاکی ضائع ہوسکتا ہے مگر نمبر۲ جو ایک لطیف اندرونی مادی جامہ ہے وہ قائم رہتا ہے۔ اور اس ہی لطیف اندرونی مادی جامہ میں خواہشات نفسانیت وجذبات کی تحریکیں رہتی ہیں۔ جنکی موجودگی کی بابت پولس رسول اپنے تئیں کمبخت کہنے پر مجبور ہوتا ہے۔

"ہائے میں کیسا کم بخت آدمی ہوں۔ اس موت کے بدن سے مجھے کون چھڑائیگا؟" (رومیوں باب ۷، آیت ۲۴)

پولس ہم کو یہ بھی بتاتا ہے:۔

چنانچہ میں جس نیکی کا ارادہ کرتا ہوں وہ تو نہیں کرتا۔ مگر جس بدی کا ارادہ نہیں کرتا اُسے کر ڈالتا ہوں۔ پس اگر میں وہ کرتا ہوں جس کا میں ارادہ نہیں کرتا تو اُس کا کرنے والا میں نہیں ہوں بلکہ گناہ ہے جو مجھ میں موجود ہے۔ غرض میں ایسی شریعت پاتا ہوں کہ جب نیکی کا ارادہ کرتا ہوں تو بدی میرے پاس آموجود ہوتی ہے۔ کیونکہ باطنی انسانیت کی رُو سے تو میں خدا کی شریعت کو بہت پسند کرتا ہوں مگر مجھے اپنے اعضاء میں ایک اور طرح کی شریعت نظر آتی ہے۔ جو میری عقل کی شریعت سے لڑ کر مجھے اس گناہ کی شریعت کی قید میں لے آتی ہے۔ جو میرے اعضا میں موجود ہے۔" (رومیوں باب ۷، آیات ۱۹: ۲۴)

اس کلام سے صاف ظاہر ہے کہ جسم مرکز یا دارالخلافہ سلطنت گناہ کا ہے۔ یہ مرکز کسی طرح سے ٹوٹے تو روحانیت جو اس سلطنت گناہ کی قید میں ہے رہائی پاکر آزاد ہو۔ اس رہائی کی تدبیر رومیوں کے چھٹے باب کی ساتویں آیت میں اس طور بتائی گئی ہے۔

"کیونکہ جو مرا وہ گناہ سے بری ہوا"

یہاں موت کا مطلب عام فہم نہیں ہے بلکہ اُس حالت سے ہے جس میں حیات کی بیشی و افزونی ہو۔ مگر وہ اندرونی لطیف مادی جامہ



جس کو سول کہتے ہیں اور جو مرکز گناہ ہے وہ غارت نہ ہو جاوے۔ خود پولس رسول رومیوں کے آٹھویں باب کی دسویں آیت میں کہتا ہے۔

"اور اگر مسیح تم میں ہے تو بدن تو گناہ کے سبب سے مُردہ ہے۔ مگر رُوح راستبازی کے سبب سے زندہ ہے"۔

پس یہ بات صاف ہوگئی کہ حیات ابدی کے پانے کے لئے انسان کو اپنی اندرونی لطیف مادی جسم کو غارت کرنا پڑتا ہے۔ اس کے بغیر نجات غیر ممکن ہے۔ اب یہ لطیف اندرونی جسم کیسے غارت ہو؟ کیا یہ بغیر اعمال کے غارت ہو سکتا ہے؟ نہیں کچھ صاحبوں کا خیال ہے کہ اعتقاد ہی اس کے لئے کافی ہے۔ مگر انجیل کی یہ تعلیم نہیں ہے انجیل میں صاف لکھا ہے۔ (دیکھو رومیوں ۳ باب آیت ۱۳)

"کیونکہ شریعت کے سننے والے خدا کے نزدیک راستباز نہیں ہوتے۔ بلکہ شریعت پر عمل کرنے والے راستباز ٹھہرائے جائینگے"۔

اور جیمس کے خط میں بھی ایسا لکھا ہے۔ ۱: ۲۲:-

"لیکن کلام پر عمل کرنے والے ہنوز محض سننے والے جو اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں"۔

اسی خط کے دوسرے باب کی چودھویں غایت ۱۷ ویں آیات میں بھی صاف لکھا ہے کہ:-

"اے میرے بھائیو! اگر کوئی کہے کہ میں ایماندار ہوں۔ مگر عمل نہیں کرتا ہے۔ تو کیا فائدہ ہے؟ کیا ایسا ایمان اُسے نجات دے سکتا ہے؟ اگر کوئی بھائی یا بہن ننگے ہوں اور روزانہ روٹی اُن کے پاس نہ ہو اور تم میں سے کوئی اُن سے یہ کہے کہ تم سلامتی کے ساتھ جاؤ اور گرم اور سیر ہو مگر جو چیزیں تن کے لئے درکار ہیں وہ اُنہیں نہ دے تو کیا فائدہ؟ اسی طرح ایمان بھی اگر اُس کے ساتھ اعمال نہ ہوں تو وہ اکیلا ہونے کے باعث مُردہ ہے۔

پس یہ ظاہر ہوا کہ اعمال ضروری ہیں۔ اب وہ کون اعمال ہیں جن کا کرنا نجات کے لئے ضروری ہے۔ بائبل میں اُن کی فہرست سلسلہ وار کہیں نہیں دی ہوئی ہے۔ مگر عاقلاں را اشارہ بس است کے وزن پر اشارۃً بتایا گیا ہے مگر ان سے مفہوم ان تمام دنیاوی خواہشات وجذبات اور تحریکوں کی طرف ہے۔ جس کے باعث اندرونی لطیف جسم قائم ہے۔ اسی لئے تو دُنیا کی طرف راغب ہونے کو منع کیا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ دنیا کے لئے یعنی خواہشات وجذبات نفسانی کا جہاں تک تعلق ہے انسان کو اپنے تئیں بالکل مُردہ بنانا ہے۔ اس میں ذرا بھی کمی نہیں ہو سکتی۔ اگر یہ گناہ کا رشتہ ذرا سا بھی بچا رہ گیا تو اندرونی جسم سے علیحدگی کا خیال خواب ہوگا موت کے پھندے سے۔ رہائی اُسی وقت ممکن ہے کہ جب خود موت کے مخزن اس اندرونی جسم کو جڑ سے غارت کر دیا جائے۔ یہ بڑی سخت ریاضت ہے جو شروع ہی میں انسان کے دل کو دہلا دیتی ہے مگر جس کے دل میں ایمان اور اعتقاد کی بنیاد پختہ ہوگئی ہے۔ وہ اس ریاضت کے نام سے نہیں گھبرا سکتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ نفس کشی کی ریاضت باوجود سخت ہونے کے بھی تھوڑے عرصہ کے لئے کرنی پڑتی ہے۔ مگر اس کا ثمرہ ابدی ہے۔ پس نتیجہ کی طرف دھیان کرنے سے ہی اُس کی سختی ہلکی جان پڑتی ہے۔ اس لئے صاحب ایمان شخص رسول کے ساتھ متفق الرائے ہو کر کہہ سکتا ہے:-

"کیونکہ ہماری دم بھر کی ہلکی سی مصیبت ہمارے لئے ازحد بھاری اور ابدی جلال پیدا کرتی ہے"

(۲ کرنتھیوں ۴: ۱۷)

رومیوں ۸: ۱۸ میں یہ بھی لکھا ہے کہ:-

"میری دانست میں حال کی سختیاں اس لائق نہیں کہ اُن کا مقابلہ اُس جلال سے کیا جا سکے جو ہم میں ظاہر ہو گیا"۔

جے۔ بی۔ فرینکلن

انجامِ حریص

میرا ایک واقف کار مسمی بغیر محکمہ پی۔ ڈبلیو ڈی لاہور میں بعہدہ اوورسیری ملازم تھا۔ تنخواہ گو معقول تھی۔ لیکن اس شخص کی حرص اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ الاماں۔ وہ اتنا کنجوس تھا کہ اُس کے تمام کُنبے کا خرچ دس روپے ماہوار سے زیادہ نہ تھا۔ اُس کے اہل وعیال نہایت تنگی اور عُسرت سے بسر اوقات کرتے تھے۔ ایک بچے کے پاس جوتا ہے تو ٹوپی نہیں۔ دوسرے کے پاس ٹوپی ہے تو پاپوش ندارد۔ سب کے کُرتے پھٹے ہوئے۔ پاجامے اور کوٹ میں لاتعداد پیوند لگے ہوئے۔ غرضیکہ تمام بچوں کی حالت ازحد قابل رحم تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ کسی مفلوک الحال بھیک مانگنے والے کے بچے ہیں۔ بغیر کا دین وایمان پیسہ تھا۔ وہ دولت دُنیا کو ہی زادِ راہِ آخرت سمجھتا تھا۔ شاید وہ اس خیال میں تھا کہ مال فراہم کر کے پس مُردن اپنے ساتھ لے جائیگا۔

(۲)

سرکار دولتمدار کے حکم سے کسی جگہ پہاڑ میں کھدائی ہو رہی تھی اور میاں بشیر اور سپرنٹنڈنٹ

ڈیوٹی پر مامور تھے۔ ایک دن مزدور پہاڑ کھود رہے تھے اور بشیر وہاں موجود تھا کہ ایک خوشنما پتھر برآمد ہوا۔ بشیر نے اُسے اُٹھا لیا دل میں سوچا کہ یہ کیا چیز ہے۔ آخر اسے معمولی پتھر سمجھ کر اپنی جیب میں ڈال لیا کہ گھر جا کر اپنے سب سے چھوٹے بیٹے کو تحفتہً کھیلنے کے لئے دونگا کیونکہ وہ مدت سے کھلونے کی خواہش کر رہا ہے جب کھدائی کا کام ختم ہو چکا تو بشیر ایک ماہ کی رخصت لیکر لاہور آیا۔ اس بندۂ حرص و ہوا سے یہ توقع کب ہو سکتی تھی کہ وہ اپنے اہل و عیال کے لئے سوغات لاتا۔ اُس نے وہ پتھر جسے وہ ناچیز شے سمجھتا تھا اپنے بیٹے کو دیکر کہا لو بیٹا یہ تمہارے لئے کھلونا لایا ہوں۔ تم مدت سے اس کے طالب تھے۔

(۳)

ایک روز بشیر انارکلی بازار میں جا رہا تھا اس کا بچہ ہاتھ میں پتھر لئے ہوئے اُس کے ہمراہ تھا۔ ایک جوہری کی نظر یکایک اس پتھر پر پڑی۔ اُس نے بشیر کو بُلایا اور پوچھا کہ یہ پتھر آپ کو کہاں سے دستیاب ہُوا ہے۔ بشیر سمجھ گیا کہ جوہری کا سوال خالی از علت نہیں ہے۔ جواب دیا کہ یہ پتھر میرے پاس بزرگوں سے چلا آتا ہے۔

جوہری۔ کیا آپ اس کو فروخت کرینگے۔

بشیر۔ اگر معقول رقم وصول ہو جائے تو کیا مضائقہ ہے۔

جوہری۔ اس کی قیمت کیا ہے؟

بشیر۔ آپ فرمائیں کیا دینگے۔

جوہری۔ (پتھر کو جانچ کر) اگر پچاس ہزار روپیہ منظور ہوں تو میں اس گوہر بے بہا کو ابھی خریدنے کے لئے تیار ہوں۔

پچاس ہزار روپیہ کا نام سنکر میاں صاحب کی آنکھیں کھُل گئیں۔ لیکن چونکہ وہ بالطبع حریص تھے بولے کہ ستر ہزار روپیہ سے کم ہرگز نہ بیچونگا۔

جوہری نے کہا جو مناسب قیمت تھی عرض کر دی گئی ہے۔ آپ کو اختیار ہے۔

(۴)

بشیر نے جوہری کی پیش کردہ رقم منظور نہ کی ہوا و ہوس اُس کے دل پر غالب ہوئے۔ سوچنے لگا کہ اگر یہ گوہر کلکتہ جیسے شہر میں فروخت کیا جاوے تو لامحالہ زرِ کثیر وصول ہوگا۔ ممکن ہے کہ وہاں ستر ہزار روپیہ سے بھی زیادہ قیمت پر بکے۔ پس اپنے دل میں مصمم ارادہ کر لیا کہ اس گوہر کو کلکتہ لے جا کر بیچنا چاہیے۔

(۵)

جب بشیر اور جوہری کے مابین مذکورہ بالا گفتگو ہو رہی تھی تو اُن کے گرداگرد کئی لوگ فراہم ہو گئے تھے۔ ان میں سے ایک جنٹلمین بشیر کے ہمراہ ہو لیا اور پوچھا کہ آپ نے اس چیز کو فروخت کیوں نہ کر دیا قیمت معقول تھی۔

بشیر۔ میرا ارادہ اس گوہر کو کلکتہ میں فروخت کرنے کا ہے۔ لاہور کے جوہری بیچارے اس نایاب شے کی قیمت کیا دے سکتے ہیں۔

جنٹلمین۔ آپ کی رائے معقول ہے۔ کلکتہ کے فلاں بازار میں ایک جوہری رہتا ہے جو نہایت مالدار ہے وہ ضرور اس پتھر کو معقول رقم پر خرید لیگا۔ لیکن چند دنوں بعد وہ ولایت جانے والا ہے۔ بہتر ہے کہ آپ جلد روانہ ہوں ورنہ موقع ہاتھ سے جاتا رہیگا۔

بشیر۔ بہت بہتر میں کل ہی کلکتہ میل ٹرین سے روانہ ہو جاؤنگا۔

(۶)

دوسرے دن بشیر کلکتہ کا ٹکٹ لیکر میل ٹرین میں سوار ہو گیا۔ بستر اور ایک ٹرنک کپڑوں کا اُس کے ساتھ تھا۔ پتھر اسی ٹرنک میں نہایت حفاظت کے ساتھ کپڑوں کے نیچے رکھا ہُوا تھا۔ انبالہ چھاؤنی سے اسٹیشن پر آکر میاں بشیر کی آنکھ لگ گئی اور سہارنپور تک سوتے گئے سہارنپور کے اسٹیشن پر ٹکٹ چیکر نے اُن کو جگایا اُنہوں نے اپنا ٹکٹ دکھایا۔ لوٹ کر جو دیکھتے ہیں ٹرنک ندارد۔ دم اوپر کا اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔ زمین پاؤں کے نیچے سے نکل گئی گھبرا کر اُٹھے گاڑی میں چاروں طرف دیکھا۔ کہیں نشان نہ پایا۔ دیوانہ پلیٹ فارم پر بھاگتے پھرے۔ اسٹیشن ماسٹر کو خبر کی۔ تمام ٹرین چھان ماری۔ چاروں طرف تاریں دی گئیں لیکن ٹرنک کا کچھ سراغ نہ چلا۔

(۷)

بشیر بے نیلِ مرام لاہور واپس آیا۔ سیدھا انارکلی پہنچا۔ اور جوہری کی دُکان پر جا کر کہنے لگا کہ سیٹھ صاحب پچاس ہزار روپے ہی دلوائیے۔

جوہری۔ بہت بہتر گوہر لائیے۔

بشیر۔ ہائے میرا گوہر لٹ گیا۔ گویا میں لٹ گیا۔ یہ کہکر زار زار رونے لگا۔ پھر یکایک قہقہ لگا کر ہنسنے لگا۔

وائے حیف بشیر پاگل ہو گیا۔ اس کا دماغ اُلٹ گیا۔ وہ ملازمت کے قابل نہیں رہا انجام کار سرکاری نوکری سے برطرف کیا گیا آجکل بشیر اپنے گاؤں میں قیام پذیر ہے

اب اُس کی یہ حالت ہے کہ دیوانہ وار برہنہ پا کوچہ و بازار میں آوارہ پھرتا ہے۔ ناخن اور بال حد سے زیادہ بڑھ رہے ہیں صبح و مسا اُس کا وظیفہ یہ ہے کہ ایک سے لیکر پچاس ہزار اعداد اپنی انگلیوں پر روزانہ شمار کرتا ہے۔

یہ واقعۂ جانگاہ اہلِ نظر کے لئے سراپا عبرت ہے وہ لوگ جو اپنی روزیِ حلال پر قناعت کر کے مال و دولت کو نیک کاموں میں صرف کرتے ہیں خوش و خرم رہتے ہیں۔ مبارک وہ لوگ ہیں جو اپنی حیثیت کے مطابق فضول خرچی کے علاوہ کشادگی سے بسر اوقات کرتے ہیں۔ اہل و عیال کی پرورش کارِ خیر میں داخل ہے۔ منجملہ غریب رشتہ داروں کی امداد فرضِ واجب ہے۔ اگر پھر بھی کچھ پس انداز ہو جاوے تو غربا و یتامیٰ و مساکین کی مدد لازم ہے جو شخص اپنی دولت کو کارِ خیر میں صرف کرتا ہے وہ دراصل اپنا خزانہ آسمان میں جمع کرتا ہے جو آخرت میں کام آئیگا۔ ورنہ جو شخص اپنے رحم پر نفس کرنا نہیں جانتا وہ دوسروں پر کیا رحم کریگا۔ ایسا آدمی دنیا میں ذلیل و برباد اور عقبیٰ میں معتوب و نامراد ٹھہرتا ہے۔ اس کا جمع کردہ روپیہ بحکم برای نہادن چہ سنگ و چہ زر۔ اینٹ پتھر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا حرص انسان کو اسفل السافلین میں گراتی ہے۔ اور قناعت اعلیٰ علیین پر پہنچاتی ہے۔ مولینا روم نے کیا خوب کہا ہے۔

کاسۂ چشمِ حریصاں پُر نشد
تا صدف قانع نشد پُر دُر نشد

نصیر از کرنال

نورافشاں کی توسیع اشاعت کے لئے سرگرم کوشش ہونی چاہئے۔

دیہاتی علم الاقتصاد

گذشتہ سے پیوستہ

تعلیم:- تعلیم درجۂ معاشرت کو بڑھا دیتی ہے۔ قابلیت اور صنعت و حرفتی ماہریت کی بڑھتی کا انحصار بہت سی باتوں پر ہے۔ یہ امر اظہر من الشمس ہر کہ و مہ ہے کہ خواندہ ہر پیشے اور پیشے میں ترقی کر سکتا ہے۔ تعلیم غور و فکر کا مادہ اور ملکہ پیدا کر دیتی ہے۔ ضمیر روشن اور دماغ ذہانت میں ترقی حاصل کرتا ہے۔ اس لئے خواندہ شخص اپنی توجہات سے مشاہدہ کر کے اپنے لئے نئے نئے نتائج نکال لیتا ہے۔ علت و معلول میں اچھی طرح سے جانچ کر سکتا ہے۔ بہت سے بیدار مغز پیشہ وروں نے صنعت و حرفتی دنیا میں ایسی ایسی اختراعیں اور ایجادیں کی ہیں کہ تمام دنیا اُن سے مستفیض ہو رہی ہے معمولی کھڈیوں پر کام کرنے والوں نے ایسی نئی نئی باتوں کو معلوم کیا جن کے طفیل آجکل کپڑا بننے کی اعلیٰ اعلیٰ مشینیں تعمیر کر کے گھنٹوں میں ہزاروں گز کپڑا بنا جاتا ہے۔ آرکرائٹ اور جیمس واٹ وغیرہ کوئی عالم اور خرق العادت انسان نہ تھے۔ وہ عام کھڈی واہ اور کارندے تھے۔ لیکن چونکہ وے تعلیم یافتہ تھے اس لئے اُن میں غور و فکر کا مادہ اور ملکہ تھا تعلیم نے انہیں بیدار مغز بنا دیا تھا۔ عام واقعات سے واقف تھے۔ اخبار بینی اور مطالع سے معلومات کا دائرہ ہو گیا تھا۔ یاد رہے کہ جب آدمی اپنے پیشہ میں ماہر اور ہنرمند ہو جاتا ہے۔ تو اس کی عقل اور فہم پیشہ کے تنگ حلقہ کے باہر پرواز کرنے کی مقتضی ہوتی ہے۔ نئی نئی باتوں کو معلوم کرنے کی مضبوطی سے اس میں جڑ پکڑتی ہے۔ محنتی اور صابر شخص اپنی تعلیم اور بیدار مغزی کے باعث کثیر اختراعوں اور ایجادوں کے مخترع اور موجد بن جاتے ہیں علاوہ ازیں تعلیم یافتہ شخص جس کے پاس لوازمات زیست سے زیادہ روپیہ ہو وہ لاعلم اور لایعنی اشخاص سے زیادہ ایسی چیزیں خرید سکتا ہے۔ جو کہ اس کی تمام قابلیت اور استعداد کو بڑھا سکیں۔ جب آدمی ماہر اور ہنرمند ہو۔ تو اُس کا مالک اُس کا ماہانہ بھی بڑھا دیتا ہے اور جوں جوں ترقی دکھاتا ہے اُجرت بھی بقدرے کار بڑھتی جاتی ہے۔ تعلیم یافتہ پیشہ ور اپنی آیندہ نسل کی قابلیت اور ماہریت کی بنیاد مضبوط اور مستحکم چٹان پر رکھ سکتا ہے۔ عام کہاوت ہے کہ "ماں پر دھی پتا پر گھوڑا بہت نہیں پر تھوڑا!" یہ کہاوت بالکل درست اور راست ہے۔ برعکس سائنس کے ماہروں کا قول ہے کہ بہت سے خواص و اوصاف نسل در نسل منتقل ہوتے جاتے ہیں نیز ایسے والدین اپنے بچوں کے نیک و بد میں تمیز کر سکتے ہیں۔ اور اُن کے سرشتی اور جبلی میلان اور رغبت کو دریافت کر کے اُن کو کام سکھاتے اور تعلیم دلواتے ہیں۔ ذات پات کی پابندیاں ان کے سامنے کوئی وقعت اور قدر نہیں رکھتیں۔

وہ سامان جو لاتعلیم اور ناخواندہ شخص کے عیش و عشرت کہلاتا ہے تعلیم یافتہ اور خواندہ کے لئے محض سامان آرام و آسایش سمجھا جاتا ہے موسم گرما میں جبکہ شدت تموز سے زمین و تپ اُٹھتی اور بالشت بھر زبان باہر نکلتی ہے تو تعلیم یافتہ کو بجلی کے پنکھے کی ضرورت ہوتی ہے رہنے کے کشادہ اور باعزت مکان درکار ہے۔ تضیع اوقات اور تفریح طبع کے لئے اچھی اور با اخلاق کتابیں اور اخبارات ضروری اور لابدی ہیں۔ وہ تمام جائے غبیا جو سامان عشرت تھے اب لوازمات

زیست بنجاتے ہیں۔ یہ تمام ساز وسامان اگرچہ ایک لاتعلیم آدمی کے سامنے غیر ضروری ہیں۔ لیکن ایک تعلیم یافتہ کے لئے ترقی اور بہتری کا باعث ہوتے ہیں۔ اس کی صحت یوماً فیوماً ترقی کرتی ہے اُسکی عمر کے دن بڑھ جاتے ہیں۔ اُس کے بچے مہلک بیماریوں کا شکار نہیں ہوتے وہ اپنے گھر اور نواحیات کا از حد خیال رکھتا ہے۔ لیکن یہ تمام باتیں لاتعلیم اور ناخواندہ آدمی سے بالکل بعید ہیں۔ مسٹر جیڈ فرانسیسی ماہر علم الاقتصاد کا قول ہے۔ تہذیب اور علم وادب کی ترقی اور بہبودگی کا کامل انحصار ضروریات کے تکثر پر ہے۔ جس ملک اور قوم کی ضروریات زیادہ ہونگی وہ مہذب کہلاتا ہے

مسٹر مارٹن جو محکمہ مردم شماری سے متعلق ہیں اپنی رپورٹ یوں تحریر فرماتے ہیں کہ ہندوستان میں لوگوں کے درجہ معاشرت کا تعین اُن کی طرز رہایش، رواثتوں اور مذہبی اور قومی رسومات ورواج پر منحصر ہے۔ اور پھر یہ لاتعلیمی سے محدود ہیں اور وہ اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ہندوستان کی ترقی کا انحصار کماحقہٗ تعلیم کے انتشار پر ہے۔

تعلیم نہ صرف تعلیم یافتہ کی ذات کے لئے فائدہ مند ہے۔ بلکہ اس کے خاندان کے لئے بھی۔ اُسکی خواہش ہوگی کہ اُسے تعلیم یافتہ بیوی ملے جو کہ اُس کی حقیقی طور پر ساتھن اور مددگار ہو سکے لیکن یاد رہے کہ یہ اس حالت میں واقع ہوگا جبکہ اس پر کسی قسم کی قومی یا مذہبی بندش اور پابندی نہ رہیگی۔ جیسے کہ عام ہندوستانی خاندانوں میں ہوتی ہے۔ اس حالت میں اس کے بچوں کو بھی بہتر اور اعلےٰ تعلیم حاصل کرنے کا زیادہ موقع ملنے کا امکان ہوسکتا ہے۔ کیونکہ ہر دو میاں بیوی یکساں اپنے بچوں کی ترقی کے خواہاں ہونگے۔ ایک تعلیم یافتہ آدمی کے بچوں کے لئے تعلیم حاصل کرنا زیادہ ممکن اور آسان ہے بہ نسبت ایک لاتعلیم اور ناخواندہ شخص کے بچوں کے

تعلیم یافتہ آدمی عموماً زیادہ روشن ضمیر ہوتا ہے۔ وہ اپنے مالک اور آقا کا کام زیادہ شوق اور دلچسپی سے کرتا ہے۔ اسی لئے روزانہ کار کی مقدار زیادہ ہوگی۔ آقا کو زیادہ فائدہ ہوگا مالک خوش ہوکر اُس کے ماہانہ یا روزانہ حسب کار اضافہ کریگا۔ شمالی امریکہ کے مزدور پیشہ لوگوں کو تمام دیگر مہذب ممالک کے پیشہ وروں سے زیادہ اُجرت ملتی ہے۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سب تعلیم یافتہ ہیں۔ وہ اپنے مالک کا کام اپنا تصور کرکے کرتے ہیں۔ اُن کے روزانہ کار کی مقدار میں خاطرخواہ اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ وہ اُس کو خاص درجہ سے نیچے گرنے نہیں دیتے۔ لیکن ہندوستان میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ مزدور مالک کو دھوکا دینے کی گھات میں لگے رہتے ہیں۔ کم کار اور زیادہ دام لینے کی خواہش رکھتے ہیں۔ تعلیم ہندوستان کی یہ تمام کمزوریاں آہستہ آہستہ دُور کردیگی۔ زراعت جس پر کہ اہل ہندوستان کا پورا انحصار ہے اپنی علالت کہنہ سے کامل صحتیابی حاصل کریگا۔ ہندوستانی کسان اپنا حساب کتاب خود رکھ سکینگے۔ ساہوکاروں اور مہاجنوں کے زبردست چنگل سے نجات اور مخلصی پاوینگے۔ اخبار بینی کے ذریعہ سے اپنی معلومات کے دائرے کو وسعت دینگے۔ اُن کی ضروریات کے اضافہ کے ساتھ اُن کی عام قابلیت اور لیاقت بھی بڑھ جائیگی۔

تعلیم النسواں بھی ہندوستانی خاندانوں کی بہتری اور بہبودی کے لئے اسی قدر ضروری اور لابدی ہے جس قدر کہ عام آدمیوں کی تعلیم عورتیں خاندان کی بنانے والی قرار دی جاسکتی ہیں آیندہ نسل کی ترقی یا تنزلی کی ذمہ داری اور کفالت اُنہیں کے کندھوں کا بوجھ ہوتا ہے۔ بچوں کی اموات جو والدین کی صحت اور تندرستی میں فرق ڈالتی ہیں بہت کم ہوجاوینگی۔ تعلیم یافتہ ماں کی معلومات کا دائرہ بہت وسیع اور چوڑا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اپنے بچوں کو ہر ایک بیمار کرنے والے سبب سے محفوظ رکھتی ہے۔ اپنے شوہر کی خبرگیری اور مطابعت اپنا فرض منصبی تصور کرکے کرتی ہے۔ اگر آدمی کی آمدنی قلیل ہو تو تعلیم یافتہ بیوی خود کام کرکے اپنی خاندانی آمدنی بڑھا سکتی ہے۔ گاؤں میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ زراعتی مزدور اس قدر لاتعلیم اور بے بہرہ ہوتے ہیں کہ وہ سو روپیہ سالانہ اُجرت اپنے تمام خاندان کی محنت کو فروخت کردیتے ہیں حقیقت تو یہ ہے کہ کام تو وہ اکیلا اُٹھاتا ہے لیکن زمیندار اور کاشتکار اس قدر چالاک ہوتے ہیں کہ وہ تمام خاندان سے کام لیتے ہیں۔ زراعتی مزدوروں کو اس قدر علم نہیں کہ عورتوں کی محنت بھی قدر وقیمت رکھتی ہے۔ ہندوستان کی یہ تمام جملہ کمزوریاں تعلیم کے انتشار سے کافور ہوجاوینگی۔ ہندوستان کی کایا پلٹ جاویگی۔

عمانوایل۔ چارلس چشتی۔ ایم۔ اے

ریویوز

مسیح کے ایلچی۔ یہ رسالہ بغرض ریویو ہمارے پاس بھیجا گیا ہے جسے پی۔ این گیشل صاحب بی۔ اے نے تصنیف فرمایا ہے۔ صاحب مصنف نے اس میں مسیحی خوشخبری سنانے میں چند عام اور خاص ہدایات پر اپنے قیمتی اور نادر خیالات ظاہر فرمائے ہیں جنکی مدد سے مسیحی مناد وعظ کرنے

کے ہنر کو بخوبی سیکھ سکتے ہیں۔ گویا یہ رسالہ ہدایت الواعظین کا ہمعنا ہے۔ نہایت مختصر و سادہ اور جامع رسالہ ہے۔ ہر ایک مناد و مبشر کے لئے از حد مفید ہے۔ رسالہ کی ضخامت ۵۰ صفحہ کی ہے قیمت فی کاپی ۵/

مشنری انچارج بپٹسٹ مشن دریا گنج۔ دہلی سے مل سکتا ہے۔

اسلامی گئو رکھشا

یہ رسالہ ابھی تازہ پریس سے نکلا ہے جو جناب سید نظیر احمد صاحب وکیل سیتاپور (صوبہ اودھ) کی محنت و شفقت کا نتیجہ ہے۔ سید موصوف نے اس رسالہ میں اسلامی نکتہ خیال سے گئو رکھشا کو اس خوبی سے ثابت کیا ہے کہ گائے کشی پھر ہندو مسلم اتحاد میں بنائے نفاق نہیں بن سکیگی۔ اسلام کی طرف سے گئو رکھشا کی اس سے بہتر تجویز کی پیش نہیں کی جاسکتی ہے جو سید موصوف نے کر دی ہے۔ ہم ہندو مسلم احباب اور مسیحی دوستوں سے بزور سفارش کرتے ہیں کہ وہ اس نادر رسالہ کو منگا کر اس کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔ یہ رسالہ ۲۰×۲۶ سائز کے ۶۰ صفحہ کی ضخامت کا ہے۔ جو سید نظیر احمد وکیل سیتاپور (صوبہ اودھ) سے ۱۰/ قیمت پر مل سکتا ہے۔

نئی جوانی کی مصری دوا

پروفیسر جیمیس ایچ بریسٹڈ مشہور ایجپٹولوجسٹ نے ایک مشہور ایڈون سمتھ کی طبی پیپری کی تحقیقات پر ایک تحریر لکھی پائی ہے جو قبل از مسیح ۱۷۰۰ برس کی تحریر ہے۔ اب یہ پیپری نیویارک کی ہسٹاریکل سوسائٹی کی ملکیت ہے۔ اس پیپری کے ایک باب کی سرخی یہ لکھی ہے کہ۔ **ایک بوڑھے**

آدمی کو پھر کیسے بیس برس کی عمر کے جوان کی صورت میں تبدیل کیا جاسکتا ہے

اس باب کا ترجمہ کیا جارہا ہے۔ ہنوز ترجمہ پورا نہیں ہوا۔ اصلاحات کی وجہ سے تاخیر ہو رہی ہے۔ اصل مسودہ ۱۵ فیٹ طویل ہے۔ جو مختلف ہاتھوں کی نوشت معلوم ہوتا ہے۔ یہ ایک حیرت انگیز معاملہ معلوم ہوتا ہے کہ مسودہ کو لکھنے والے علم طب کے اعلےٰ ماہر نظر آتے ہیں۔ علم سائنس اور طب کے اصولوں سے اعلیٰ واقفیت رکھتے ہیں۔

مسودہ کی اصل عبارت جادو ٹونوں اور ٹوٹکوں کی جملہ آلائش سے پاک ہے۔ ادھرنگ کی بیماری کے جو اسباب ہمارے زمانہ کے ڈاکٹروں کی موجودہ ہیئت کو ہی شکل سے معلوم ہو سکے ہیں وہ نہایت صحت سے اس پیپری میں مذکور ہیں۔

میری فلیلوں۔ اٹیلینٹا سٹی

میری فلیلوں ایک ۱۱ سالہ عمر کی لڑکی ہے جو امریکہ کے شہر اٹلینٹا کی رہنے والی ہے۔ اس لڑکی کو خدا نے ایسی ذہنی قابلیت اور فصاحت و بلاغت کی زبان دی ہے کہ اس کے بشارتی وعظوں اور مذہبی مباحثوں سے اہلِ امریکہ دنگ ہیں۔

برلن ۱۹ اپریل۔ برلن کی عدالت اعلےٰ نے سابق شاہزادہ جرمن کے جنگی قصوروں کی تفتیش کے معلوم کیا کہ شاہزادہ موصوف نے شہروں اور گاؤں کو جلانے اور لوٹنے کا کبھی حکم نہیں دیا۔ فوجی عدالتوں نے جو فیصلے یا سزائیں دی ہیں وہ اُن کے ذمہ وار نہیں ٹھہرائے جا سکتے۔ کورٹ نے مزید تفتیش کرنے کا ارادہ منسوخ کر دیا ہے۔

(رینڈرے ماتم)

لنڈن ۱۹ اپریل۔ گذشتہ منگلوار کے چیمبر کے اجلاس میں خوب سرگرم بحث ہوئی اور کنزرویٹو انتخاب نے اپنا غصہ مسٹر میلکس کی واپسی پر پوشیدہ نہ رکھتے ہوئے اُسکی کینیٹ میں موجودگی کے خلاف پروٹسٹ کا رزولیوشن تیار کیا ہے۔ (رر)

لنڈن ۱۹ اپریل۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بلگیریا کی گورنمنٹ نے اتحادیوں سے اس امر کی درخواست کی ہے کہ اُن کو عارضی طور پر ۱۰ ہزار سپاہی بھرتی کرنے کی اجازت دی جائے۔

ٹائمز کا نامہ نگار صوفیہ سے اطلاع دیتا ہے کہ لگاتار تلاشیوں کی وجہ سے حکام کو کتھیڈرل بلوہ کے سلسلہ میں کئی واقعات کا علم ہوا ہے۔ آج بلوہ میں ہیبو اگراہی کمیونسٹ گرفتار کئے گئے ہیں ان چند پہلے اصحاب کو سزائیں بھی دی گئی ہیں۔ صورت حالات کے متعلق کچھ نہیں لکھا جاسکتا ابھی تک ملک میں خاموشی کا عالم ہے۔ لیکن حکام خوفزدہ معلوم ہوتے ہیں۔ بعض کا یقین ہے کہ کتھیڈرل کا بلوہ دہشت انگیزی کی اپنی مثال آپ ہے۔ لیکن بعضوں کا خیال ہے کہ بادشاہ پر حملہ کرنیکا مطلب زیادہ خرابیاں پیدا کرنے کی ابتدا ہے۔ ابھی کسی کہنا ناممکن ہے کہ کونسا خیال درست ہے۔ لیکن حکام اس تمام خطرناک صورت حالات کا زبردست مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ (رر)

صوفیا ۲۰ اپریل۔ اب تحقیق کیا گیا ہے کہ سونڈیلیا گرجا میں جو بم پھٹا تھا۔ وہ ایک شخص لنکوف نے بھرا تھا۔ اور اس کے ساتھ

ایک فلیتہ لگا ہوا تھا۔ جسے بیڈل گرجا کے گھنٹہ گھر میں رکھا گیا تھا۔ یہ ثابت ہو گیا کہ یہ جرم دیہاتی کمیونسٹوں کا ہے۔

بادشاہ بورس بال بال بچ گیا۔ اس نے گرجا میں نماز جنازہ کے وقت موجود ہونے کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن آخری لمحہ پر اُسے اس بات پر راضی کر لیا گیا کہ وہ نہ جائے۔ جنرل ڈیوک کو اپنے نمائندے کے طور پر بھیجیا اور یہ جنرل بم سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ بم اسی تخت کے جو بادشاہ کے لئے تیار کیا تھا قریب ہی پھٹا۔ اکثر لوگ شاہی کرسی کے قریب جو ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی ہلاک ہوئے

(ر)

بلوئم فونٹین۔ ۲۰ اپریل۔ دیسی علاقہ میں فساد سے نازک صورت معاملات پیدا ہو گئی ہے۔ پولیس نے ۵۰۰ اشخاص کے ہجوم پر گولیوں کی باڑھ ماری۔ ابھی تک یہ معلوم نہیں ہوا۔ کہ نقصان جان کس قدر ہوا۔ سرغنہ اشخاص گرفتار کیے گئے ہیں اور شہریوں کی ایک فوج طلب کی گئی ہے۔

بلوئم فونٹین اورینج فری سٹیٹ رجنوبی افریقہ کا پایہ تخت ہے۔ اس کی آبادی ۳۰۰۰۰ ہے جس میں ۱۴۰۰۰ گورے ہیں

(ر)

قسطنطنیہ ۲۰ اپریل۔ طان اخبار کے اڈیٹر کو گرفتار کر کے انگورہ لایا گیا ہے۔ اس اخبار کو چند دن پہلے حکام نے ضبط کیا تھا۔

کردستان کی بغاوت کے سلسلہ میں ۲۲ آدمیوں کو مجرم قرار دے کر دیار بکر میں پھانسی دی گئی ہے۔

(ر)

لندن ۲۰ اپریل۔ جدہ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ وہابی لوگ جدہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ جو جدہ اور مکہ کے درمیان واقع ہے۔ اس حملہ کا صریحاً مطلب یہی معلوم ہوتا ہے کہ حجاز ریلوے کا سلسلہ منقطع کیا جائے۔ (ر)

لندن ۲۰ اپریل۔ ٹائمز کا ریگا سے نامہ نگار اطلاع دیتا ہے کہ خفیہ دستاویزات برآمد ہوئی ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ سوویٹ گورنمنٹ یکم مئی کو بالٹک پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ اس کے لئے ضروری پیشبندیاں کر دی گئی ہیں۔ (ر)

لکھنؤ ۲۱ اپریل لکھنؤ پیپر ملز کی سٹرائک مکمل طور پر ٹوٹ گئی ہے۔ اکثر آدمی غیر مشروط طور پر کام پر واپس آ گئے ہیں تقریباً ۲۵۰ آدمیوں نے کام کرنے سے انکار کیا ہے اور اب اُن کی جگہ نئے آدمی رکھے جا رہے ہیں۔

(ر)

مشہور سنہیٹ اخبار لاحول کے اڈیٹر کو تین سال کی سزا ملی تھی۔ اب ہائیکورٹ نے صرف ۶ ماہ کر دی ہے۔ (ر)

ضرورت

ایک لائق تجربہ کار سی ایم ایس کیٹی کی جو سیلف سپورٹ پاسٹر کے فرائض بخوبی انجام دے سکے ضرورت ہے۔ درخواستیں معہ نقول اسناد تنخواہ و شرائط وغیرہ مفصلہ ذیل پتہ پر آنی چاہئے۔

ڈبلیو۔ ایس۔ مل

سکریٹری فیروزپور کنٹونمنٹ چرچ کمیٹی

۱۲۳۔ آر۔ اے۔ روڈ۔ فیروزپور چھاؤنی

ہندی کتابیں

بائبل کی تصویریں۔ یہ بڑے سائز یعنی ۲۲×۱۶ انچ بائبل کی رنگین تصویروں کا مجموعہ ہے ہر ایک تصویر کے نیچے اس کے متعلق کلام اللہ کی تشریحی آیات خوشخط اور جلی درج ہیں۔ کتاب کی صورت میں جلد کی گئی ہیں۔ قیمت فی جلد صرف دو روپیہ عہ

اور لٹکانے کے لئے رول بھی لگائی گئی ہیں قیمت فی رول دو روپیہ عہ

بائبل کلپ ٹیکا۔ از پنڈت کھڑک سنگھ صاحب اس میں بائبل کی تعلیمات درج کی گئی ہیں صفحہ ۵۰۳ سلفٹ قیمت ۸؍

دھرم پستک کا اتہاس۔ یعنی بار تھ صاحب کی بائبل کی کہانیاں جس کا اُردو نام مقدس کتاب کا احوال ہے۔ ایک جلد میں پہلا اور دوسرا حصہ صفحہ ۱۸۴۔ قیمت صرف ۲؍

یونان بھاشا کا دیاکرن۔ از پادری ڈبلیو ہوپر صاحب۔ یعنی یونانی لغات مجلد صفحہ ۲۳۷ قیمت ۸؍

گیان درپن یا آئینہ علم صفحہ ۱۷ ؍

ایشور کت شاستر وچار ۔ خدا کا حقیقی مظہر صفحہ ۸۰۔ ۲؍

فارسی کتابیں

عبدالمسیح ولد اسحاق کندی۔ خلیفہ مامون رشید کے عہد حکومت میں ایک مسیحی اور ایک محمدی کے درمیان مذہبی مباحثہ جس میں ان ہر دو صاحب کی شرح و تفسیر مکمل و مفصل درج ہے۔ پتہ:-

سکریٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور

ا مسیحی قوم نوکری پیشہ میں ہی اپنے دم دیدیگی۔ ایسے آنیوالے نتائج کو سوچکر فرداً فرداً ہر ایک مسیحی کا فرض ہے کہ قومی ترقی میں کوشاں ہووے۔ تکلیفات کا مقابلہ شروع میں ضرور کرنا ہوگا۔ لیکن آخرش آپکو اجر ضرور ملجائیگا۔ جیسے کہ حال ہی میں یہاں پر ایک مسیحی گاؤں کو سندھ میں ایک اور اعلیٰ زمین ملنے کا وعدہ ہوگیا۔ بہرحال اُن لوگوں کی محبت اور جانفشانی دیکھکر بالا افسروں نے خاص عطیہ کا وعدہ کر دیا ہے۔ سو ابھی موقعہ ہے کہ ہم سب مسیحی بھائی اور بہنیں اس کام پر ہمت باندھ لیں اور سب کام خدا پر ڈالکر قوم کی آزادی اور ترقی میں کوشاں ہو دیں۔ نوجوان زمینداروں کی حوصلہ افزائی کریں اور خود بھی زمیندار بننے کی کوشش کریں۔ کیونکہ بالآخر پھل ہی جینیگی۔ باقی پھر کبھی آپ کی نذر کرونگا۔ والسلام

آپ کا خادم۔ نذیر۔ زمیندار چک ۱۲۱ متصل ہارپر آباد۔ سندھ

سینٹ ٹامس چرچ میرٹھ میں عید ولادت کی خوشی

معزز ناظرین نورافشاں مسیح میں عید قیامت مبارک ہو تاریکی تمام ہوگئی۔ روشنی باہم ہوگئی۔ بزم انجمن جو آراستہ و پیراستہ تھی کسی کی آمد کی شہرت سنکر متحیر و درہم برہم ہونے لگی اور کسی کے ہول سے اُن کے چہرے پھیکے پڑنے لگے۔

مشرقی افق پر کچھ نورانی سی شعاعیں نظر آنے لگیں یعنی محبوب صبح نے اپنے رات کے بکھرے ہوئے بالوں کو چہرے پر سے ہٹا لیا۔ صبا کے قاصدوں نے کسی کے سواری کی پیش خبر دی تھی۔ کہ نیند پیاری سی اپنے پہلو سے ڈر کے بھاگ گئی کیونکہ اپنا دل صبا کے قاصدوں کو دے چکا تھا۔ اور ایک جوش و انبساط میں غلطاں و پیچاں محو تھا۔ اتنے میں ٹن ٹن ٹن گھنٹے کی ٹنکار نے چونکا دیا۔ پر جوش جاتے رہے اور جلدی سے کچھ لباس پہن جھونپڑے سے نکل کھڑا ہوا۔ سامنے دیکھا کہ طیور تو نغمہ سرائی کر رہے ہیں اور صبا اپنی سہیلیوں کے ساتھ بڑے بڑے پینگ لے رہی ہے۔ میں نے پوچھا اے صبا! یہ کس کی آمد کی خوشی ہے؟ تو

"نور سر بند قبر جیسے جہاں میں آگیا
پیشوائی کے لئے اب جا رہی ہیں بلبلیں"

آج تو گرجا بھی خوب سجا ہے۔ اوہو۔ ہر گل دہاں جا بجا ہے۔ پرندے گلشن سمجھ کر وہاں آ رہے ہیں۔ لوگ بھی اپنی سجاوٹ میں غضب ڈھا رہے ہیں۔ ایک طرف سجیلے جنٹلمین آ کر بیٹھ رہے ہیں۔ دوسری جانب لیڈیز بہترین لباس زیب تن کئے قدم گنتے گنتے وہاں آ آ کر سرنگوں ہو رہی ہیں۔ گھنٹہ بجنے لگا۔ اور کوائر جماعت سریلی آوازوں سے خدا کی حمد و ثنا کرنے لگے۔ بعدہ عشا کی رسم عمل میں لائی گئی۔ اختتام ہوتے ہی عام عبادت شروع ہوگئی جس میں ایک پرجوش لیکچر در بارہ عید قیامت جناب پادری کیبار صاحب (پاسٹر) نے فرمایا جس گفتگو نے تمام سامعین کے دلوں کو چھید ڈالا گویا کہ خداوند سامعین کے سامنے جی اٹھا ہے ہے ولولوں کو شام کے درس میں جناب پروفیسر پادری گوپی چند صاحب (ڈوونٹی میرٹھ) نے کمال ڈالے اور جماعت پر ایک جادو اثر کر دیا۔ درس کیا تھا اور اس کے الفاظ کیا؟ وہ گناہ آلودہ پردہ ظلمت کو چیر قیامت کی نورانی کرنیں چمکیں اور شہور خبیث دیجور کو ۔ ۔ ۔ ۔ مسیح کے جی اٹھنے کی روشنی سے پارہ پارہ کر ڈالا۔ پروفیسر صاحب نے کمال کر دکھایا۔ (بقول دیرا)

ظلمت جہاں جہاں تھی دہاں نور ہوگیا۔
پھر سنگ شب جہاں سے کافور ہوگیا
گویا کہ زنگ آئینہ سے دور ہوگیا
باطل رسالۂ شب دیجور ہوگیا
کیا پختہ روشنائی تھی قدرت کے خامے میں
مضموں تھا آفتاب کا ذروں کے نامے میں

پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ جس امر کا تجربہ اور تاریخ دونوں شاہد ہوں وہ لغو نہیں ہو سکتا۔ یعنی خداوند کے شاگردوں نے بذریعہ اپنے ذاتی تجربہ امر عظیم کے گواہ ہو کر گواہی دی۔ اور حق کی خاطر دکھ اُٹھائے۔ اُن کے گوشت جرے شکنجوں میں کھینچے گئے۔ آخر کار شہید ہوگئے۔ مگر وہ پیچھے نہ ہٹے۔ تواریخ میں یہ امر عین الفاظ میں قلمبند ہے اگر یہ امر غلط ہوتا تو واقعی یہ مذہب عیسوی اب تک معدوم ہو گیا ہوتا۔ صدہا نے جھٹلایا اور ستایا۔ مگر جو کھرا سونا ہی پایا۔

کاش ہم مسیحی اس پوری آزادی کو جو قیامت سے ملی اپنے دلوں میں محسوس کریں۔ کیا ہم بھی اپنے منجی کے ہمراہ اپنے دلوں میں مُردہ خیال سے جی اٹھے ہیں؟ کیا ہم نے تمام بدعتیں تفرقے۔ جب اُیان نکال دی ہیں؟ قبر میں شاگردوں نے کپڑے پڑے دیکھے۔ کاش کہ وہ کپڑے یعنے ہماری گناہ آلودہ پرانے خیال اور خصلتیں آج نکلجادیں اور نئے دل۔ نئے خیالات دل میں پیوستہ ہو جائیں۔

خادم۔ ایس۔ ایم۔ والٹن جیف

ضروری التماس

عرض ہے کہ ایک ہندو جو کہ چند یوم شہر گوجرانوالہ میں تلاشی رہا۔ اور آخرش مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۲۵ء کو پادری ٹی۔ ایل سکاٹ صاحب ڈی۔ ڈی سے بپتسمہ لیا۔ فدوی نے نو مرید سمجھ کر غریب خانہ پر رکھا اور اس کے کھانے اور رہایش کا انتظام

کہا۔ اُس کی درخواست پر فدوی نے اُس کو ساٹھ روپیہ کا سامان بوٹ بنانے کا خرید کر کے اُس کے سپرد کیا اور ایک دوکان کرایہ پر لیکر دی مسمی مذکور آج سویرے فدوی سے مبلغ چار روپیہ برائے خرید چمڑا لیکر بازار گیا۔ فدوی دوکان پر نہ تھا۔ بندہ کی غیر حاضری میں سارا سامان جو کہ بالکل نیا ہے مسمی مذکور لے کر فرار ہو گیا ہے سامان یہ ہے فرمے چمڑا اوزار۔ سوت وغیرہ۔ عرض ہے کہ ہر مسیحی مسمی مذکور کے دھوکہ سے ہوشیار رہے۔ اور اگر کسی صاحب کو دیکھنے کا اتفاق ہو تو بہت جلد خبر دیوے۔ حلیہ ذیل میں ہے۔

نام پیارے لعل ہندوستانی۔ پگڑی رنگ جوگیا۔ کرتہ گرم کشمیرا بھوسلا۔ قمیض گرم فوجی۔ پاجامہ سفید لٹھہ کورا۔ جوتی سفید کینولس سلیپر رنگ کالا قد درمیانہ جسم دُبلا پتلا پیشہ بوٹ میکر۔

تابعدار سائیں داس سلفٹ سپورٹ

مبشر انجیل۔ دروازہ گرجا گھر۔

گوجرانوالہ ۱ $\frac{4}{25}$

ضرورت

$\frac{2}{1}$

ایک تجربہ کار تعلیم یافتہ لیڈی جو کہ انگریزی میں بھی اچھی قابلیت رکھتی ہو زنانہ مشنری کام کے واسطے جو کہ زیر نگرانی مشنری انچارج ہوگا ضرورت ہے۔ تنخواہ وغیرہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے۔ درخواستیں معہ نقول سارٹیفکیٹ اصل یا نقل بنام پادری جے۔ بی فرنیک صاحب مشنری انچارج ایس۔ پی۔ جی مشن رڑکی آنی چاہئیں۔

المشتہر

پادری جے۔ بی فرنیک۔ ایس پی جی مشن رڑکی۔ ضلع سہارنپور

نور افشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

ضرورت

$\frac{2}{1}$

اے۔ وی گرلس بورڈنگ سکول نصیر آباد۔ راجپوتانہ کے لئے ایک ایس۔ اے وی یا جے۔ اے وی میٹریکولیٹ اُستانی کی ضرورت ہے۔ جس کی تربیت زبان اُردو میں ہوئی ہو۔ درخواستیں معہ نقول اسناد پرنسپل اینگلو ورنیکولر کرسچن گرلس بورڈنگ سکول نصیر آباد۔ راجپوتانہ ہونی چاہئیں

المشتہر۔ دی پرنسپل اینگلو ورنیکولر کرسچن گرلس بورڈنگ سکول۔ نصیر آباد۔ راجپوتانہ

نوٹس

$\frac{3}{1}$

میری بیوی اتنے روز سے جسکو عرصہ دس برس کا ہو گیا ہے میرے سے جُدا ہے۔ جس کا نام لیکھو ولد خیمہ ہے جو کہ بیکانیر اسکول دہلی کی رہنے والی ہے وہ لاپتہ ہے نہ معلوم مر گئی ہے یا زندہ ہے۔ سو کمترین کی عرض ہے کہ جس صاحب کو معلوم ہو کہ وہ کہاں پر ہے یا مر گئی ہے یا غیر مذہب ہو گئی ہے یا شادی کر لی ہے مجھ کو خبر دیجائے۔ چونکہ بندہ ابھی تک بلا شادی کے بیٹھا ہے اور اپنی شادی کا انتظام کرنا چاہتا ہے۔ جو صاحب بذریعہ نور افشاں مجھے اطلاع دینگے میں آپکا نہایت مشکور ہونگا۔

بی۔ ٹامس خیاط بستی محلہ رڑکی۔ ضلع سہارنپور

اشتہار

$\frac{2}{1}$

ہائی سکول اور انٹرمیڈیٹ تعلیمی بورڈ کی طرف سے کورسس منظور ہو چکے ہیں کہ فن زراعت میں انٹرمیڈیٹ کی سندیں دیجائیں۔ الہ آباد کا زراعتی انسٹیٹیوٹ اس بنا پر منظور ہو چکا ہے کہ وہ ۱۹۲۶ء و ۱۹۲۷ء کے امتحانات کیلئے طلبا کو تیار کرے۔ ایک جماعت جولائی ۱۹۲۵ء کو کھلیگی اس میں انٹرنس پاس یا میٹریکولیشن پاس یا ایس۔ ایل سی پاس یا سینئر کیمبرج پاس طلبا قبول کئے جائینگے داخل ہونیوالے طلبا کو اپنی درخواستیں پرنسپل کے پاس مئی کے آخر تک ارسال کر دینا چاہئے

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پُر فضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس۔ خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوشنما تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ۔ ضلع گورداسپور

یُونئنگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۲۳ء سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ خرچ خوراک لوئر پرائمری تک فی طالب علم پانچ روپیہ اپر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ۔

کلاس فیس سرکاری ماتحت ہے۔ متفرق اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

اِس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز۔ کرسی۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جز کتنا ماہ عہ سے ماہ عہ تک کرو کو نول ۶ سے ۸ تک مزید حالات پرنسپل صاحب سکول لودھیانہ سے دریافت ہو سکتے ہیں:

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینیجر نور افشاں ایمپریس روڈ لاہور نے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان صاحب پرنٹر چھپوا

